بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
4
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت
بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20؍دسمبر 2019 بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد،ٹلفورڈ (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں صحابہ کے ذکر میں حضرت عتبہ بن غزوان کا ذکر چل رہا تھا اس ضمن میں کچھ اور باتیں بھی ہیں جو اب بیان کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن 2 ہجری میں اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں ایک سریہ نخلہ کی طرف بھیجا۔ حضرت عتبہ بھی اس سریہ میں شامل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات وسکنات کا زیادہ قریب سے ہو کر علم حاصل کیا جاوے تاکہ اس کے متعلق ہر قسم کی ضروری اطلاع بروقت میسر ہو جائے اور مدینہ ہر قسم کے اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔ چنانچہ اس غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مہاجرین کی ایک پارٹی تیار کی اور مصلحتاً اس پارٹی میں ایسے آدمیوں کو رکھا جو قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے تاکہ قریش کے مخفی ارادوں کے متعلق خبر حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اس پارٹی پر آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کو امیر مقرر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریہ کو روانہ کرتے ہوئے یہ نہیں بتایا کہ تمہیں کہاں اور کس غرض سے بھیجا جا رہا ہے۔ چلتے ہوئے ان کے ہاتھ میں ایک سربمہر خط دے دیا اور فرمایا کہ اس خط میں تمہارے لئے ہدایات درج ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مدینہ سے دو دن کا سفر طے کر لو تو پھر اس خط کو کھول کر اس کی ہدایات کے مطابق عمل درآمد کرنا۔ جب دو دن کا سفر طے کر چکے تو عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ الفاظ درج تھے کہ تم مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں جاؤ اور وہاں جا کر قریش کے حالات کا علم لو اور پھر ہمیں اطلاع لا کر دو۔ اس کے بعد یہ جماعت نخلہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ کھو گیا اور وہ اس کی تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے اور باوجود بہت تلاش کے اپنے ساتھیوں کو نہ مل سکے اور اب یہ پارٹی جو گئی تھی چھ افراد پر مشتمل رہ گئی۔

مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ پہنچی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی اور ان میں سے بعض نے اخفائے راز کے خیال سے اپنے سر کے بال بھی منڈوا دیئے تاکہ راہگیر وغیرہ ان کو عمرہ کے خیال سے آئے ہوئے لوگ سمجھ کر کسی قسم کا شبہ نہ کریں لیکن ایک دن اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ بھی آ پہنچا جو طائف سے مکہ کی طرف جا رہا تھا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئیں۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خفیہ خفیہ خبر رسانی کے لئے بھیجا تھا کوئی باقاعدہ حملے کے لئے نہیں بھیجا تھا اور اب دونوں حریف ایک دوسرے کے سامنے تھے اور پھر طبعاً یہ بھی اندیشہ تھا کہ اب جو قریش کے قافلہ والوں نے دیکھ لیا ہے اس کا راز بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ ایک دقت یہ بھی تھی کہ بعض مسلمانوں کو خیال تھا کہ شاید یہ دن رجب یعنی شہر حرام کا آخری ہے جس میں عرب کے قدیم دستور کے مطابق لڑائی نہیں ہونی چاہئے۔ دوسری طرف نخلہ کی وادی عین حرم کے علاقہ کی حد پر واقع تھی اور یہ ظاہر تھا کہ اگر آج ہی کوئی فیصلہ نہ ہوا تو کل کو یہ قافلہ حرم کے علاقہ میں

داخل ہو جائے گا جس کی حرمت یقینی ہوگی۔غرض ان سب باتوں کو سوچ کر مسلمانوں نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ قافلہ پر حملہ کر کے یا تو قافلہ والوں کو قید کر لیا جائے اور یا مار دیا جائے۔ بہر حال انہوں نے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفار کا ایک آدمی مارا گیا اور دو آدمی قید ہو گئے چوتھا آدمی بھاگ کر نکل گیا اور مسلمان اسے پکڑ نہ سکے اور اس طرح ان کی تجویز کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔اس کے بعد مسلمانوں نے قافلہ کے سامان پر قبضہ کر لیا اور چونکہ قریش کا ایک آدمی بچ کر نکل گیا تھا اور یقین تھا کہ اس لڑائی کی خبر جلدی مکہ پہنچ جائے گی عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی سامان غنیمت لے کر جلد جلد مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ جب یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو سارے حالات سنائے اور ماجرے کی اطلاع دی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تمہیں شہر حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی اور آپؐ نے مال غنیمت بھی لینے سے انکار کر دیا۔اس پر عبداللہ اور ان کے ساتھی سخت نادم اور پشیمان ہوئے اور انہوں نے خیال کیا کہ بس اب ہم خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔صحابہ نے بھی ان کو سخت ملامت کی کہ تم نے یہ کیا کیا۔

دوسری طرف قریش نے بھی شور مچایا کہ مسلمانوں نے شہرِ حرام کی حرمت کو توڑ دیا ہے اور چونکہ جو شخص مارا گیا تھا یعنی عمرو بن الحضرمی وہ ایک رئیس آدمی تھا اور پھر وہ عتبہ بن ربیعہ رئیس مکہ کا حلیف بھی تھا اس لئے بھی اس واقعہ نے قریش کی آتش غضب کو بہت بھڑکا دیا اور انہوں نے آگے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔الغرض اس واقعہ پر مسلمانوں اور کفار ہر دو میں بہت چہ میگوئیاں ہوئیں اور بالآخر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ جس سے مسلمانوں کی تسلی اور تشفی بھی ہوئی۔وہ آیت یہ ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۔یعنی لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ شہر حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ تو ان کو جواب دے کہ بے شک شہر حرام میں لڑنا بہت بُری بات ہے لیکن شہرِ حرام میں خدا کے دین سے لوگوں کو جبراً روکنا بلکہ شہر حرام اور مسجد حرام دونوں کا کفر کرنا یعنی ان کی حرمت کو توڑنا اور پھر حرم کے علاقہ سے اس کے رہنے والوں کو بزور نکالنا جیسا کہ اے مشرکو تم لوگ کر رہے ہو یہ سب باتیں خدا کے نزدیک شہر حرام میں لڑنے کی نسبت بھی زیادہ بُری ہیں اور یقینا شہر حرام میں ملک کے اندر فتنہ پیدا کرنا اس قتل سے بدتر ہے جو فتنہ کو روکنے کے لئے کیا جاوے اور اے مسلمانو کفار کا تو یہ حال ہے کہ وہ تمہاری عداوت میں اتنے اندھے ہو رہے ہیں کہ کسی وقت اور کسی جگہ بھی وہ تمہارے ساتھ لڑنے سے باز نہیں آئیں گے اور وہ اپنی یہ لڑائی جاری رکھیں گے حتی کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں بشرطیکہ وہ اس کی طاقت پائیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس جواب سے مسلمانوں کی تو تسلی ہونی ہی تھی قریش بھی کچھ ٹھنڈے پڑ گئے اور اس دوران ان کے آدمی بھی اپنے دو قیدیوں کو چھڑانے کے لئے مدینہ پہنچ گئے لیکن چونکہ ابھی تک سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان واپس نہیں آئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق خدشہ تھا کہ اگر وہ قریش کے ہاتھ پڑ گئے تو قریش انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی واپسی تک قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میرے آدمی بخیریت مدینہ پہنچ جائیں گے تو پھر میں تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ جب وہ دونوں واپس پہنچ گئے تو آپ نے فدیہ لے کر دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا لیکن ان قیدیوں میں سے ایک شخص پر مدینہ کے قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور اسلامی تعلیم کی صداقت کا اس قدر گہرا اثر ہو چکا تھا کہ اس نے آزاد ہو کر بھی واپس جانے سے انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا اور بالآخر بئر معونہ میں شہید ہوا۔

حضرت عتبہ بن غزوان کو غزوہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہونے کی سعادت نصیب

ہوئی۔حضرت عتبہ بن غزوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہر تیراندازوں میں سے تھے۔حضرت عمر نے حضرت عتبہ کو ارض بصرہ کی سرزمین کی طرف روانہ فرمایا تا کہ وہ اُبلّہ مقام کے لوگوں سے لڑیں جو فارس سے ہیں۔حضرت عمر نے حضرت عتبہ کو بصرہ کی طرف آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا تھا۔بعد میں مزید مدد بھی پہنچائی۔حضرت عتبہ نے اُبلّہ مقام کو فتح کیا اور اس جگہ بصرہ شہر کی حد بندی کی۔آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کو شہر بنایا اور اسے آباد کیا۔حضرت عمر بن خطاب نے جب حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرے پر والی مقرر فرمایا تو خریبہ مقام پر وہ ٹھہرے تھے۔حضرت عتبہ نے حضرت عمر کے نام خط میں لکھا کہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جگہ ناگزیر ہے جہاں وہ سردیوں کا موسم گزار سکیں اور جنگوں سے واپسی پر ٹھہر سکیں۔حضرت عمر نے انہیں لکھا کہ انہیں ایک ایسی جگہ جمع کرو جہاں پانی اور چراگاہ قریب ہو۔اس پر حضرت عتبہ نے انہیں بصرہ میں جا ٹھہرایا۔حضرت عتبہ حج کرنے کے لئے نکلے اور مجاشع بن وسود کو اپنا قائمقام بنایا اور اسے فرات کی طرف کوچ کا حکم دیا اور حضرت مغیرۃ بن شعبہ کو حکم دیا کہ وہ نماز کی امامت کیا کریں۔جب حضرت عتبہ حضرت عمر کے پاس پہنچے تو انہوں نے بصرہ کی ولایت سے استعفیٰ دینا چاہا۔تاہم حضرت عمر نے ان کا استعفیٰ منظور نہیں کیا اس پر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اب اس شہر کی طرف دوبارہ نہ لوٹانا۔چنانچہ وہ اپنی سواری سے گر پڑے اور 17 ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا۔حضرت عتبہ کی وفات کے بعد ان کا غلام سوید حضرت عتبہ کا سامان اور ترکہ حضرت عمر کے پاس لایا۔حضرت عتبہ نے ستاون برس کی عمر پائی وہ دراز قد اور خوبصورت تھے۔

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سعد بن عبادۃ۔آپ کی کنیت ابو ثابت تھی۔حضرت سعد بن عبادۃ سردار اور سخی تھے اور تمام غزوات میں انصار کا جھنڈا ان کے پاس رہا۔آپ انصار میں صاحب وجاہت اور ریاست تھے ان کی سرداری کو ان کی قوم تسلیم کرتی تھی۔حضرت سعد بن عبادۃ زمانہ جاہلیت میں عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ اس وقت کتابت کم لوگ جانتے تھے وہ تیراکی اور تیراندازی میں بھی مہارت رکھتے تھے اور ان چیزوں میں جو شخص مہارت رکھتا تھا اس کو کامل کہا جاتا تھا۔ہشام بن عروۃ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے سعد بن عبادۃ کو اس وقت پایا جب وہ اپنے قلعہ پر آواز دیا کرتے تھے کہ جو شخص چربی یا گوشت پسند کرتا ہے وہ سعد بن عبادۃ کے پاس آئے۔میں نے ان کے بیٹے کو بھی اسی حالت میں پایا کہ وہ بھی اسی طرح دعوت دیتا تھا۔حضرت سعد بن عبادۃ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔سیرت خاتم النبیین میں اس کے حالات اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ 13 نبوی کے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر اوس اور خزرج کے کئی آدمی مکہ میں آئے۔ان میں ستر شخص ایسے شامل تھے جو یا تو مسلمان ہو چکے تھے اور یا مسلمان ہونا چاہتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مصعب سے انصار کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اور ان میں سے بعض لوگ آپ سے انفرادی طور پر ملاقات بھی کر چکے تھے مگر چونکہ اس موقع پر ایک اجتماع اور علیحدہ ملاقات کی ضرورت تھی اس لئے مراسم حج کے بعد ماہ ذی الحجہ کی وسطی تاریخ مقرر کی گئی کہ اس دن نصف شب کے قریب یہ سب لوگ گذشتہ سال والی گھاٹی میں آپ کو آ کر ملیں۔چنانچہ جب مقررہ تاریخ آئی تو رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گھر سے نکلے اور راستہ میں اپنے چچا عباس کو ساتھ لیا جو ابھی تک مشرک تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے۔پھر دونوں مل کر اس گھاٹی میں پہنچے۔انصار بھی ایک ایک دو دو کر کے آ پہنچے۔سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی کہ اے خزرج کے گروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں معزز و محبوب ہے اور وہ خاندان آج تک اس کی حفاظت کا ضامن رہا ہے اور ہر خطرہ کے وقت میں اس کے لیے سینہ سپر ہوا ہے مگر اب محمد کا ارادہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس چلے جانے کا ہے۔سو اگر تم اسے اپنے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہیں اس کی ہر طرح حفاظت کرنی ہوگی اور ہر دشمن کے ساتھ سینہ سپر ہونا پڑے گا۔اگر تم اس کے لیے تیار ہو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف صاف جواب دے دو کیونکہ صاف صاف بات اچھی ہوتی ہے۔البراء بن معرور جو انصار کے قبیلہ کے ایک معمر اور بااثر بزرگ تھے انہوں نے کہا کہ عباس ہم نے تمہاری بات

سن لی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہ خود بھی اپنی زبان مبارک سے کچھ فرمائیں اور جو ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ بیان فرمائیں۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ایک مختصر سی تقریر میں اسلام کی تعلیم بیان فرمائی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے لئے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو میرے ساتھ بھی معاملہ کرو۔جب آپ تقریر ختم کر چکے تو البراء بن معرور نے عرب کے دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا یا رسول اللہ ہمیں اس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، ہم اپنی جانوں کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے ہم لوگ تلواروں کے سایہ میں پلے ہیں۔مگر ابھی وہ بات ختم نہیں کر پائے تھے کہ ابوالہیثم بن تیہان نے ان کی بات کاٹ کر کہا کہ یا رسول اللہ یثرب کے یہود کے ساتھ ہمارے دیرینہ تعلقات ہیں۔آپ کا ساتھ دینے سے وہ منقطع ہو جائیں گے۔ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپ کو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن میں واپس تشریف لے آئیں اور ہم نہ ادھر کے رہیں اور نہ ادھر کے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور آپ نے ہنس کر فرمایا نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔تمہارا خون میرا خون ہوگا۔تمہارے دوست میرے دوست ہوں گے تمہارے دشمن میرے دشمن ہوں گے۔اس پر عباس بن عبادۃ انصاری نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا۔لوگو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس عہد و پیمان کے کیا معنی ہیں؟اس کا یہ مطلب ہے کہ اب تمہیں ہر اسود واحمر کے مقابلہ کے لیے تیار ہونا چاہئے۔لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں مگر یا رسول اللہ اس کے بدلہ میں ہمیں کیا ملے گا؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں خدا کی جنت ملے گی جو اس کے سارے انعاموں میں سے بڑا انعام ہے۔سب نے کہا کہ ہمیں یہ سودا منظور ہے۔یا رسول اللہ اپنا ہاتھ آگے کریں۔آپ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھا دیا اور یہ ستر جاں نثاروں کی جماعت ایک دفاعی معاہدہ میں آپ کے ہاتھ پر بِک گئی۔اس بیعت کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

جب یہ بیعت ہو چکی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ موسیٰ نے اپنی قوم میں سے بارہ نقیب چنے تھے جو موسیٰ کی طرف سے ان کے نگران اور محافظ تھے۔میں بھی تم میں سے بارہ نقیب مقرر کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے نگران اور محافظ ہوں گے اور وہ میرے لیے عیسیٰ کے حواریوں کی طرح ہوں گے اور میرے سامنے اپنی قوم کے متعلق جوابدہ ہوں گے۔پس تم مناسب لوگوں کے نام تجویز کر کے میرے سامنے پیش کرو۔چنانچہ بارہ آدمی تجویز کئے گئے جنہیں آپ نے منظور فرمایا اور انہیں ایک ایک قبیلہ کا نگران مقرر کر کے ان کے فرائض سمجھا دیئے اور بعض قبائل کے لیے آپ نے دو دو نقیب مقرر فرمائے۔جب نقیبوں کا تقرر ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے انصار سے تاکید کی کہ انہیں بڑی ہوشیاری اور احتیاط سے کام لینا چاہئے کیونکہ قریش کے جاسوس سب طرف نظر لگائے بیٹھے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس قول و اقرار کی خبر نکل جائے اور مشکلات پیدا ہو جائیں۔حضور انور نے فرمایا حضرت سعد بن عبادۃ کے تعلق سے ابھی کچھ اور ذکر بھی ہے ان شاء آئندہ خطبہ میں بیان ہوگا۔

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar (aba) 20th - November - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB